سوال

(568) بدعت کی مذمت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

آپ کے کہنے کے مطابق جو چیز رسول اللہ سے ثابت نہیں وہ غلط ہے توفی زمانہ جو چیزیں استعمال ہو رہی ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے کیا یہ سب ناجائز ہیں اگر ناجائز ہیں تو ان کی دلیل قران وحدیث سے ارشاد فرماءیں :

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!
الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

میرے پیارے بھائی جان!

جو چیز نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں ہے وہ واقعی غلط ہے، لیکن یاد رہے یہاں چیزوں سے مراد دنیاوی استعمال کی چیزیں مثلا گھڑی، سائیکل، گاڑی وغیرہ نہیں ہیں۔ ان کے استعمال میں اصل اباحت ہے، اور یہ زندگی کا حصہ ہیں، ان کے بغیر انسان مشکل میں پڑجاتا ہے۔

یہاں غلط چیزوں سے مراد بدعات ہیں، اور بدعات ان امور کو کہا جاتا جو دین کے نام پر ثواب کی نیت سے دین میں گھڑلی جاتی ہیں، جن کی نبی کریم ﷺ سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ ان بدعات کے حرام ہونے کے دلائل درج ذیل ہیں :

نبی کریم نے فرمایا :

«كل بدعة ضلالة وكل ضلالة في النار» رواه النسائي 1560

"ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے"

«من عمل عملا ليس عليه أمرنا فهو رد» أخرجه مسلم (1718.

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ رد ہے"

یہ دونوں حدیثیں بدعت کے ابواب میں اصل شمار ہوتی ہیں، اور علماء کرام نے ان پر ہی بدعت کی تعریف اور اس کی حدود وقیود اور ضوابط کی بنا کی ہے، اور جب ہم ان دونوں

احادیث کی روایات کو دوسری احادیث کے ساتھ جمع کرینگے تو ہم اس موضوع کو بڑی آسانی اور باریکی سے سمجھ سکتے ہیں

ڈاکٹر محمد حسین جیزانی حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"سنت مطہرہ میں ایسی احادیث نبویہ وارد ہیں جن میں لفظ "بدعت" کے شرعی معنی کی طرف اشارہ ملتا ہے ان احادیث میں یہ احادیث شامل ہیں :

1-عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"تم نئے نئے کام ایجاد کرنے سے بچو، کیونکہ ہر نیا کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے "سنن ابوداود حدیث نمبر (4067).

2-جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما کی حدیث جس میں ہے کہ : نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں یہ فرمایا کرتے تھے :

" یقینا سب سے زیادہ سچی بات کتاب اللہ ہے، اور سب سے احسن اور بہتر طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، اور سب سے برے امور اس کے نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے، اور ہر گمراہی آگ میں ہے "

ان الفاظ کے ساتھ اسے نسائی نے سنن نسائی (188/3) میں روایت کیا ہے

جب ان دونوں حدیثوں سے یہ واضح ہوگیا کہ بدعت دین میں نیا کام ایجاد کرنا ہے، جو اس بات کی دعوت دیتا ہے کہ احداث یعنی نیا کام ایجاد کرنے کا معنی سنت مطہرہ میں دیکھا جائے، اور یہ احادیث میں وارد بھی ہے :

3-عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جس کسی نے بھی ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہے" صحیح بخاری حدیث نمبر (2697) صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

4-اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں :

"جس کسی نے بھی کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا امر نہیں تو وہ مردود ہے" صحیح مسلم حدیث نمبر (1718).

ان چار احادیث پر جب غور کیا جائے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہ احادیث بدعت کی تعریف اور شریعت کی نظر میں بدعت کی حقیقت بیان کرتی ہیں، اس لیے شرعی بدعت تین قیود کے ساتھ مخصوص ہے، اس وقت تک کوئی چیز بدعت نہیں ہوسکتی جب تک یہ تین شروط یا قیود اس میں پائی نہ جائیں، اور وہ درج ذیل ہیں :

1-الاحداث : یعنی نیا کام ایجاد کرنا

2-یہ احداث یعنی ایجاد کردہ کام کسی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، خاص یا عام وجہ سے

3-یہ احداث اور نیا کام دین میں اضافہ کرلیا جائے

ذیل میں ہم ان تین قیود کی وضاحت کرتے ہیں :

1-الاحداث :

اس قید کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

"جس کسی نے بھی نیا کام ایجاد کیا "من احدث "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان :

"کل محدثۃ بدعۃ" ہر نیا ایجاد کردہ کام بدعت ہے

اور احداث سے مراد ہے کہ کوئی بھی نیا کام اختراع اور ایجاد کیا جائے جس طرح کا پہلے گزرا ہی نہ ہو، تو اس میں ہر نیا کام شامل ہوگا چاہے وہ مذموم ہو یا محمود، چاہے دین میں ہو یا دین کے علاوہ

جب دنیاوی امور میں ایجاد اور اختراع کا وقوع ہو سکتا تھا اور اسی طرح دینی امور میں بھی تو حتمی طور پر یہ باقی دو قیود سے مقید کرنا ضروری ٹھرا

اس قید کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

"ہمارے اس امر میں "اور یہاں امر سے مراد دین اور شریعت ہے

لہذا بدعت میں جو معنی مقصود ہے وہ یہ کہ : احداث کی شان اور حالت ہی یہ ہے کہ اسے شریعت کی طرف منسوب کیا جائے اور کسی بھی وجہ سے دین میں اضافہ کیا جائے، اور یہ معنی تین اصولوں سے حاصل ہوتا ہے :

پہلا اصول :

ایسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنا جو مشروع نہیں

دوسرا اصول :

نظام دین سے خروج یعنی باہر جانا

تیسرا اصول :

ان دونوں کے ساتھ تیسرا اصول یہ ملحق ہوگا وہ ذرائع اور وسائل جو اس بدعت تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہو

اس قید کے ساتھ مادی اختراعات اور دنیاوی ایجادات خارج ہو جائینگی جن کا دینی معاملات کے ساتھ کوئی تعلق اور اسی طرح معاصی اور منکرات جو نئی ایجاد کر لی گئی ہیں وہ بھی بدعت نہیں ہوگی، لیکن اگر انہیں تقرب کی بنا پر کیا جائے، یا یہ ذریعہ اور وسیلہ ہو اور خیال کیا جانے لگے کہ یہ دین میں سے ہیں

3- یہ ایجاد اور احداث کسی شرعی دلیل کی طرف منسوب نہ ہو نہ تو خاص اور نہ ہی عام طریق سے

اس قید کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"جواس میں سے نہیں"

اور آپ کا فرمان ہے : اس پر ہمارا حکم نہ ہو"

اس قید سے وہ نئے کام خارج ہو جائینگے جن کی شریعت میں دلیل خاص یا عام طریق سے ہے

دین میں جو نئی چیز آئی اور وہ عام شرعی دلیل کی طرف منسوب تھی جو مصالح مرسلہ سے ثابت ہے اس کی مثال : صحابہ کرام کا قرآن مجید جمع کرنا

اور اس دین میں نئی چیز جو کسی خاص شرعی دلیل کی طرف مستند ہے اس کی مثال : عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں باجماعت نماز تراویح کا پڑھا جانا ہے، یہ خاص شرعی دلیل کی طرف مستند تھی

اور اس کی مثال یہ بھی ہے : شرائع مہجورہ ہے، اس میں وقت اور جگہ کے حساب سے واضح تفاوت پایا جاتا ہے، اس کی مثال غفلت کے وقت اللہ کا ذکر ہے

اور احداث کا لغوی معنی دیکھا جائے تو کسی شرعی دلیل کی طرف مستند نئی اشیاء کو محدثات کا نام دینا صحیح ہے؛ کیونکہ یہ شرعی امور چھوڑے جانے کے بعد دوبارہ شروع کیے گئے، یا یہ مجھول ہو چکے تھے، تو یہ احداث نسبی ہے

اور یہ معلوم ہے کہ ہر نئی چیز جس کے صحیح اور ثابت ہونے میں شرعی دلیل دلالت کرتی ہو اسے شریعت کی نظر میں احداث یعنی نئی چیز نہیں کہا جائیگا، اور نہ ہی وہ ابتداعا یعنی بدعت ہوگی، کیونکہ شریعت کی نظر میں ابتداع اور احداث کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کی کوئی دلیل نہ ہو

ذیل میں ہم اہل علم کی کلام پیش کرتے ہیں جو ان تین قیود کو مقرر کرتی ہے :

ابن رجب رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" ہر وہ شخص جس نے کوئی چیز نئی ایجاد کی اور اسے دین کی طرف منسوب کیا، اور اس کی دین میں کوئی دلیل اور اصل نہ ملتی ہو جس کی طرف رجوع کیا جائے تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری ہے" دیکھیں : جامع العلوم والحکم (128/2).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

" بدعت سے مراد یہ ہے کہ : وہ نئی ایجاد کردہ جس کی شریعت میں کوئی اصل اور دلیل نہیں، لیکن جس کی شریعت میں کوئی دلیل ہو جو اس پر دلالت کرتی ہو تو وہ شرعا بدعت نہیں، اگرچہ وہ لغوی طور پر بدعت ہے" دیکھیں : جامع العلوم والحکم (127/2).

اور ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان :

" ہر بدعت گمراہی ہے "

جو نیا کام ایجاد کیا جائے اور شریعت میں اس کی خاص یا عام طریق سے کوئی دلیل نہ ہو" دیکھیں : فتح الباری (254/13).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

"اوریہ حدیث یعنی حدیث (جس نے بھی ہمارے اس دین میں کوئی نیا کام نکالا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے) اسلام کے اصول سے معدود اور اسلام کے قواعد میں سے ایک قاعدہ ہے؛ کیونکہ جس نے بھی دین میں کوئی نیا کام نکالا ہو اس پر دین کے اصول سے کوئی اصل اس کی گواہی نہ دیتا ہو تو اس کی جانب التفات نہیں کیا جائیگا" دیکھیں: فتح الباری (302/5).

بدعت کی شرعی تعریف :

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس سے ہم شریعت میں بدعت کے معنی کی تحدید کر سکتے ہیں، جس میں یہ تینوں قیود جمع ہوں، اس کی جامع تعریف میں یہ کہنا ممکن ہے :

بدعت یہ ہے کہ: اللہ کے دین میں جو کام نیا نکالا جائے اور اس پر کوئی خاص یا عام دلیل دلالت نہ کرتی ہو"

یا اس سے بھی مختصر عبارت میں :

"جو کام دین میں بغیر کسی دلیل کے نیا ایجاد کیا جائے" انتہی دیکھیں: معرفۃ البدع (18-23) اختصار کے ساتھ

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

[کتاب الصلاۃ جلد 1]